اُن کے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ وہ سب کے سب دارِ ارقم میں پناہ گزین نہ تھے، بلکہ اُن کی ایک تعداد اپنا اسلام چھپائے ہوئے تھی، اور ایک تعداد دارِ ارقم میں حضورؐ کے ساتھ مقیم تھی۔ حضرت عمرؓ نے انہی کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ ۳۹ تھے اور میری شرکت سے ۴۰ ہو گئے۔

معراج کے موقع پر حضورؐ کو کیا تعلیمات دی گئی تھیں؟

سوال:۔ واقعۂ اسراء و معراج کے متعلق جناب کے حالیہ مضمون کو پڑھ کر ذہن میں مندرجہ ذیل خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اُمید ہے کہ جناب اس سلسلے میں مناسب رہنمائی فرمائیں گے۔

جناب نے اس واقعہ کے دو مقاصد بیان فرمائے ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا مقصد آنحضرتؐ کو کائنات کے باطنی نظام کا ادراک حاصل کرنے کے لیے اُن نشانیوں کا مشاہدہ کرانا مقصود تھا جنہیں قرآن حکیم آیاتنا الکبریٰ کہتا ہے، اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کو اپنی بارگاہ میں طلب کر کے اسلامی معاشرہ کے قیام کے بارے میں چند بنیادی ہدایات دینا چاہتا تھا۔

بلاشبہ قرآن حکیم سے معراج کے یہ دونوں مقاصد ثابت ہیں۔ مگر قابلِ غور بات یہ بھی ہے کہ اگر پہلا مقصد آنحضرتؐ کو عظیم نشانیاں دکھانا ہی تھا تو یہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے تک حاصل ہو چکا تھا۔ حضورؐ دوسرے ملائکہ کے علاوہ حضرت جبریل امین کو دو بار اُن کی اصل صورت میں ملاحظہ کر چکے تھے، انبیاءِ کرام سے تعارف ہو گیا تھا، جزا و سزا کی کئی صورتیں دکھائی جا چکی تھیں، بیت المعمور، جنت الماویٰ اور دوزخ جیسے مقامات کا مشاہدہ بھی مکمل ہو چکا تھا۔ لہٰذا اس غرض کے لیے اب عالمِ شہادت کی سرحد کو عبور کر کے عالمِ غیب میں قدم آگے بڑھانے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ جہاں تک دوسرے مقصد کا تعلق ہے وہ بارگاہِ جلال میں حاضر ہوئے بغیر بھی پورا ہو سکتا تھا۔ جب سارا قرآن سرزمینِ عرب ہی میں آنحضرتؐ پر نازل ہو سکتا تھا تو ان ہدایات کے نازل ہونے میں کیا چیز مانع تھی۔

دراصل ان دونوں مقاصد کے علاوہ معراج النبی کا ایک تیسرا مقصد بھی قرآن و حدیث ہی سے ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ قرب کی انتہائی بلندیوں

پر پہنچا کر ان مخصوص اذواق و مواجید اور اسرار و رموز کی تعلیم دینا چاہتا تھا جو الفاظ میں نہیں بیان کیے جا سکتے۔ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ کے الفاظ اسی مقصد کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ جو کچھ وحی کیا گیا اسے الفاظ میں کیوں نہیں بیان کیا گیا؟ ہم اس مخصوص وحی کو وحیِ غیر متلو کہنے میں بھی حق بجانب ہو سکتے ہیں اور اس میں ان علوم کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے جو حضرت جبریل امین کی دسترس سے باہر ہیں۔ اسی تعلیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کسی صاحبِ دل نے کہا تھا ؎

سرِ ما اوحیٰ نہ گنجد در ضمیر جبرئیل کشف اسرارِ لدنی کے کند ام الکتاب

یہ ظاہر ہے کہ وحیِ جلی اور اس مخصوص وحی کی تعلیم میں نہ تو کوئی تضاد ہو سکتا ہے اور نہ وحیِ جلی پر وحیِ خفی کو ترجیح دینے کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔ یہاں سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کے ان مخصوص اذواق اور احوال کی توفیق جزوی طور پر آنحضرتؐ کے بعض امتیوں کو نصیب کر دیتا ہے تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔ سخی اگر سخاوت نہ کرے تو وہ سخی نہیں کہلا سکتا۔ حضرت ابوبکرؓ کے سینے میں ایک رازِ الٰہی کا راسخ ہو جانا اور اسی کی بنا پر آپ کا دیگر اصحابِ رسول پر فضیلت حاصل کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ کسی مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ جس چیز کو اللہ کے رسول نے "راز" قرار دیا ہوا سے وہ کسی اور شے پر محمول کرے۔

جہاں تک معراج کے موقع پر دیدارِ الٰہی کے مسئلے کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ لوگ اس بارے میں فضول بحثوں میں اُلجھ گئے ہیں۔ جب یہ ثابت ہے کہ عالمِ آخرت میں مومنین دیدارِ الٰہی کریں گے تو عالمِ غیب میں آنحضرتؐ کے دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونے میں تعجب کی کیا بات ہے۔ حضرت عائشہؓ لاتدرکہ الابصار کے الفاظ سے بچشمِ سر دیدارِ الٰہی کی نفی فرما رہی ہیں جس کا تعلق اس عالمِ شہادت سے ہے نہ کہ عالمِ غیب یا عالمِ آخرت سے۔ جناب خود بھی تفہیم القرآن میں وضاحت فرما چکے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ دیدار کا فعل آنکھ نامی ایک آلے ہی سے ہو۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے قلب یا قلب کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے بھی دیدار کی صورت پیدا کر دینے پر قادر ہے ؎

ایں خاک بے ادب را نسبت بہ او چہ باشد اما چو او نوازد کس را زباں نہ باشد

جواب: یہ بات صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ سے آگے بلا کر حضورؐ کو انتہائی تقرب